روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
بدھ 18 ستمبر 2013ء 11 ذیقعد 1434 ہجری 18 تبوک 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 213

بیواؤں کی شادی

اورتمہارے درمیان جو بیوائیں ہیں ان کی بھی شادیاں کراؤ اوراسی طرح جوتمہارے غلاموں اورلونڈیوں میں سے نیک چلن ہوں ان کی بھی شادی کراؤ۔اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی بنادے گا اور اللہ بہت وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

(النور:33)

اخلاق عالیہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن شریف نے یتیم کے دلی جذبات اورعزت نفس کا خیال رکھنے کی طرف بھی توجہ دلائی اورفرمایا کہ جہاں تک یتیم کا تعلق ہے اس سے سختی نہ کر۔(الضحیٰ10)اور یتیم کی عزت کرنے والوں کو روحانی خوشیوں اورمسرتوں سے بھری جنت کی نوید سنائی ہے۔ (الدھر 9تا13)

رسول کریم ﷺ نے بیوہ عورتوں کے خلاف جاری اس ظلم کو بھی روکا کہ وہ مال کی طرح وارثوں میں تقسیم ہوں اور چاہیں تو خود یا کسی اور سے نکاح کردیں اور چاہیں تو منع کردیں فرمایا اے مومنو!تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔

(النساء:20)

اس طرح فرمایا ’’اورعورتوں میں سے ان سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے آباء نکاح کرچکے ہوں سوائے اس کے جو پہلے گزر چکا۔یقیناً یہ بڑی بے حیائی اور بہت قابل نفرین ہے۔اور بہت ہی برا رستہ ہے‘‘۔(النساء:23)اس کی بجائے قرآن نے ان کا یہ حق قائم فرمایا،کہ اپنے خاوند کی وفات کے بعد چار ماہ دس دن کا عرصہ عدت گزارنے کے بعد انہیں اپنے بارہ میں کوئی بھی معروف فیصلہ نکاح وغیرہ کے ذریعے کرسکتی ہیں دوسرے کم ازکم ایک سال تک انہیں اپنے خاوند کے گھر میں رہائش کی سہولت دینی ضروری ہے سوائے اس کے کہ وہ خود اسے چھوڑ دیں۔

(البقرہ:241,235)

ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو خود ایک یتیم تھے اوران لاوارث یتامیٰ وایامیٰ کے والی اورمحافظ بن کر آئے تھے۔آپؐ نے اس قرآنی تعلیم کے ذریعہ ان کے حقوق نہ صرف قائم کئے بلکہ معاشرہ سے دلوا کر دکھائے۔آپؐ نے خوبصورت اسلامی تعلیم پر عمل کرکے دکھایا اور فرمایا کہ’’ بیوگان اور مسکین کے لئے کوشش اور خدمت میں لگا رہنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اوراس عبادت گزار کی طرح ہے جو تھکتا نہیں اوراس روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا‘‘۔ (بخاری کتاب الادب باب25)

یتامیٰ کے حق میں جو علَم جہاد آپؐ نے بلند کیا اس میں اپنے ساتھ شریک جہاد ہونیوالوں کے بارہ میں فرمایا کہ’’یتیم کی کفالت کرنے والا اور میں جنت میں دوانگلیوں کی طرح ملے ہوں گے اورآپ نے اپنی انگشت شہادت اور وسطی انگلی کو ملا کر دکھایا۔دوسری روایت کے مطابق فرمایا بشرطیکہ کفالت یتیم کرنے والا اللہ سے ڈرتے ہوئے اس کے حق ادا کرے۔

(بخاری کتاب الادب باب24 ومسند احمد جلد2 ص375)

حضرت ابوامامہؓ کی روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا جس شخص نے کسی یتیم بچے کے سرپر محض خدا کی خاطر ہاتھ پھیرا تو ہر بال کے عوض جسے اس کے ہاتھ نے چھوا اُسے کئی نیکیاں عطا کی جائیں گی اور جس نے کسی یتیم بچی کی عمدہ تربیت یا اپنے زیر پرورش کسی یتیم بچے سے حسن سلوک کیا۔میں اور وہ جنت میں ان دوانگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے اورآپؐ نے وسطی انگلی اورانگشت شہادت میں فرق ڈال کر دکھایا۔

(مسند احمد جلد5 ص250)

علامہ ابن بطال نے اس جگہ ایک لطیف بات لکھی ہے کہ جو شخص بھی یتیم کی کفالت کے عوض رسول اللہؐ کی معیّت والی حدیث سنے اس پر لازم ہے کہ اس پر عمل کرے تاکہ اسے جنت میں اپنے آقا و مولا کی رفاقت نصیب ہو۔کیونکہ اخروی زندگی میں اس سے افضل مقام اور کوئی نہیں ہوسکتا۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد 10ص451)

(ترجمہ از اسوۃ انسان کامل مرتبہ حافظ مظفر احمد صاحب)

بیوت الحمد منصوبہ اور خدمت خلق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1982ء میں بیت بشارت سپین کے افتتاح کے موقع پر بطور شکرانہ بیوت الحمد سکیم کا اعلان فرمایا۔جس میں ابتدائی طور پر 100 گھر تعمیر کرکے خدا کے حضور پیش کرنے تھے۔اسی بیوت الحمد منصوبہ کے تحت بیوگان اور مستحقین کو حسب ضرورت رہائش کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔اس میں خدا نے برکت دی اوراس وقت تک ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ بیوت الحمد کالونی میں 112 کوارٹرز تعمیر ہوچکے ہیں اورمزید 18 کوارٹرز آج کل زیر تعمیر ہیں۔اسی طرح 700 سے زائد خاندانوں کی ان کے اپنے مکانوں کی تعمیر و توسیع کیلئے کروڑوں روپے کی امداد دی جاچکی ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔احباب جماعت اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرمائیں۔ایک مکمل مکان کی تعمیر کے اخراجات کم وبیش 20لاکھ روپے ہوتے ہیں۔ایک مکان کے پورے اخراجات سے لے کر حسب استطاعت آپ جو بھی مالی قربانی پیش فرمائیں مقامی جماعت کے نظام کے تحت یا براہ راست مد بیوت الحمد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں ارسال فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

(صدر بیوت الحمد منصوبہ)

درخواست دعا

☆ مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے۔اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا دورہ سیرالیون (1988ء)

روکوپر میں حضور کی آمد۔ جشن جوبلی اور الحاج نذیر علی سٹریٹ کا قیام

مکرم مبارک احمد طاہر صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں

سیرالیون مغربی افریقہ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ جس کی آبادی کا اندازہ 60 لاکھ ہے اور یہ ملک جماعت احمدیہ کی ترقی اور کامیابی کی خبروں کی وجہ سے جماعت احمدیہ میں خاصہ معروف ہے۔ اس ملک کے 12 (بارہ) اضلاع ہیں۔ ان میں سے ایک ضلع (KAMBIA) کامبیا ہے جو شمالی سیرالیون میں ہے۔ اس ضلع KAMBIA میں ایک قصبہ روکوپر کے نام سے آباد ہے۔ جہاں اس وقت جماعت کا پورا Setup قائم ہے۔ یعنی بیت الذکر، احمدیہ سیکنڈری سکول، احمدیہ پرائمری سکول، مشن ہاؤس اور احمدیہ ہسپتال۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں روکوپر کا تعارف 1940ء کے لگ بھگ ہوا۔ جب سیرالیون کے پہلے مستقل مربی سلسلہ حضرت الحاج نذیر احمد علی صاحب نے فری ٹاؤن کے بعد یہاں کا بذریعہ لانچ سمندری سفر کیا اور چند سعادت مند روحیں احمدیت میں شامل ہوئیں۔ اب تو اس زمانہ کے اکثر احمدی وفات پا چکے ہیں۔ لیکن جب ہم لوگ وہاں مقیم تھے تو اس وقت ایک اچھی تعداد حضرت مولانا صاحب کے ذریعہ احمدی ہونے والوں کی وہاں موجود تھی اور اپنے قبول احمدیت کے ایمان افروز واقعات سنایا کرتے تھے۔

1975ء میں وہاں جا کر خاکسار ابتداءً 10 سال تک صرف جماعت احمدیہ سیرالیون کے نظام تعلیم سے منسلک رہا اور یہ میرے وقف عارضی کا زمانہ تھا۔ جب 10 سال بعد میں نے زندگی وقف کر دی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ازراہ احسان میرا زندگی بھر کا وقف قبول فرما لیا تو مجھے سیرالیون میں مربی سلسلہ کے فرائض بھی سونپ دیئے گئے اور آئندہ پانچ سال 1990ء میں فائنل واپسی تک مجھے بطور مربی سلسلہ روکوپر ریجن اور بطور پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول روکوپر دونوں کام سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ صبح 8 بجے سے دوپہر 2 بجے تک سکول میں رہتا اور اس کے بعد مشنری کی ڈیوٹی شروع ہو جاتی۔ جمعہ اور ہفتہ کے دن سکول سے تعطیل ہوتی تو قریبی جماعتوں کا دورہ کر لیتا۔

میرے قیام سیرالیون کے ان آخری پانچ سالوں میں جب میں نے Dual Duty سرانجام دی تو ان دنوں کچھ ایسے یادگار واقعات ہوئے جن کا آج کے اس مضمون میں تذکرہ کر رہا ہوں۔

اس عرصہ کا سب سے نمایاں بابرکت اور ہمیشہ یاد رہنے والا واقعہ روکوپر میں جنوری 1988ء میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی آمد اور خطاب ہے۔ جب حضور انور سیرالیون کے LUNGI AIRPORT پر تشریف لائے تو آتے ہی پریس کانفرنس فرمائی۔ اس موقعہ پر B.B.C کے نمائندہ مسٹر خلیل کمارا (جو کہ احمدی ہیں اور اب بھی روکوپر میں ہی موجود ہیں) نے حضور انور سے بڑے ادب سے عرض کیا کہ جب خلیفۃ المسیح الثالث 1970ء میں سیرالیون تشریف لائے تھے تو اس وقت بھی حضور Bo اور Kenema کے علاقہ میں تشریف لے گئے تھے اور اب آپ کا دورہ بھی انہی علاقوں کی طرف ہے۔ روکوپر کا Visit حضور کے پروگرام میں شامل نہیں۔ حضور ہمیں بھی برکت بخشیں۔ اس پر حضور نے اس وقت کے امیر صاحب مکرم مولانا خلیل احمد مبشر سے دریافت فرمایا:

Am I not going to Rokupr?

جواباً عرض کیا گیا کہ روکوپر جانے والی سڑک بہت خراب ہے اور سفر مشکل ہے اس لئے اسے شامل پروگرام نہیں کیا گیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ سندھ کی خراب سڑکوں پر میں نے بیشمار سفر کئے ہیں اور اگر یہی وجہ ہے تو روکوپر بھی اس دورہ میں شامل کر لیا جائے نیز فرمایا کہ یہ ابتدائی جماعت ہے اور ان لوگوں کو Mill of Persecution سے گزرنا پڑا تھا۔ اس لئے "If I don't go to Rokupr my Visit to Sierra Leone will remain incomplete"

چنانچہ فری ٹاؤن کا ایک پروگرام منسوخ کر کے روکوپر کو بھی دورہ میں شامل کر لیا گیا اور حضور انور کی زیر ہدایت وہاں مجلس سوال و جواب کا انتظام کیا گیا۔ دورہ روکوپر کے دن حضور انور دوپہر کے وقت روکوپر تشریف لے آئے۔ شہر شروع ہوتے ہی ہمارا سیکنڈری سکول ہے۔ حضور انور اسی جگہ گاڑی سے اُتر گئے اور استقبال کرنے والوں میں شامل ہو کر اپنی قیام گاہ تک پیدل تشریف لائے۔ حضور کا قیام مختصر تھا اور اس کا انتظام مکرم ڈاکٹر نصیر الدین صاحب کے ہاں تھا۔ دوپہر کے کھانے کا انتظام مکرم ڈاکٹر صاحب کے گھر پر تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ محترمہ عمرانہ نصیر صاحبہ مزے مزے کے کھانوں کی ماہر خاتون ہیں۔ حضور انور کے لئے بھی انہوں نے بڑی محنت سے دوپہر کا کھانا تیار کیا۔ جو حضور انور نے بہت پسند فرمایا اور کھانا کھانے کے بعد کچن میں جا کر کھانے کی تعریف فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ اتنی محنت سے پکایا ہے۔ بہت تھک گئی ہو گی۔

دلجوئی اور حوصلہ افزائی کے اس ایک فقرے سے محترمہ کی سب تھکن کافور ہو گئی۔ مکرم ڈاکٹر نصیر الدین صاحب آجکل مع فیملی آسٹریلیا میں ہیں اور محترمہ عمرانہ نصیر صاحبہ MTA Australia کی انچارج ہیں اور MTA پر ہر طرح کے لذیذ اور مزے مزے کے پکوان پکانے سکھاتی ہیں۔

لنچ کے بعد حضور انور روکوپر کی بیت الذکر تشریف لے گئے۔ اس بیت الذکر کا نام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ''بیت احمد'' رکھا تھا۔

ظہر اور عصر کی نمازیں باجماعت پڑھانے کے بعد حضور انور نے خاکسار سے دریافت فرمایا کہ اب کیا پروگرام ہے۔ عرض کیا کہ اس بیت الذکر اور ملحقہ مشن ہاؤس کے لئے یہ پلاٹ جس فیملی نے دیا ہے ان کے سربراہ اور سابق صدر جماعت احمدیہ روکوپر Pa Alhaji Yahya Kamara صاحب کی قبر بیت الذکر کے قریب موجود ہے۔ خاندان والوں کی درخواست ہے کہ حضور اس مزار پر جا کر مرحوم کے لئے دعا کریں۔ حضور پُر نور نے یہ درخواست بخوشی قبول فرمائی اور قبر پر تشریف لے جا کر حاضرین سمیت لمبی دعا کروائی۔ اس دعا میں حضور آب دیدہ ہو گئے اور بعد کی کسی مجلس میں فرمایا کہ اس موقع پر دعا کرتے ہوئے مجھے پرانے واقفین زندگی مربیان اور ان کی قربانیاں یاد آ گئیں اور ان کی قربانیوں کا سوچ کر میں آب دیدہ ہو گیا۔

یہاں سے فارغ ہو کر حضور Rice Research Station, Rokupr کے ایک بڑے ہال میں تشریف لے گئے جسے Club House کہا جاتا ہے۔ ہال سامعین سے بھرا ہوا تھا۔ یہاں مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ صرف ایک سوال دریافت کیا گیا جو روکوپر کے مقامی مالکیہ مسلمان Pa Yullah Bangura نے کیا۔ سوال ختم نبوت اور مسیح کی آمد ثانی کے بارہ میں تھا۔ حضور نے پون گھنٹہ اس سوال کا بھرپور جواب دیا۔

اس تقریب کے بعد حضور مع قافلہ واپس فری ٹاؤن تشریف لے گئے۔ روکوپر جماعت اس دورہ پر بہت خوش ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ادا کیا۔

حضور کو ناریل کا پانی بہت پسند تھا۔ خاکسار نے ایک نوجوان کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ پانی والے ناریل کا انتظام کر دے۔ اس نوجوان کا نام Mr.J.M.Kaine ہے۔ انہوں نے بڑی محبت اور جلدی سے اس کا انتظام کر دیا تو قافلہ کی گاڑی میں رکھوا دیئے گئے اور حضور کے استعمال کے لئے یہ ناریل بھی فری ٹاؤن پہنچ گئے۔

23 مارچ 1989ء کو جماعت احمدیہ پر ایک سو سال کا عرصہ پورا ہو گیا اور ساری دنیا کے احمدیوں کی طرح ہم نے بھی روکوپر میں یہ جشن تشکر بڑی دھوم دھام سے منایا۔ اس روز نماز فجر کے بعد اجتماعی دعا کی گئی اور پھر ہمارے سیکنڈری سکول سے شہر کے آخری کنارہ تک مارچ پاسٹ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں احمدیہ سیکنڈری سکول، احمدیہ پرائمری سکول کے طلباء کے علاوہ احمدیہ ہسپتال کے سٹاف اور روکوپر شہر کی احمدیہ جماعت کے اکثر افراد شامل ہوئے۔ سکول کے بچے اپنی یونیفارم میں دو رویہ قطار میں نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر جماعتی نعرے بلند کرتے بہت بھلے معلوم ہوتے تھے۔ جماعت کی خواتین نے خاص طور پر ملکی روایت کے مطابق خوبصورت ڈریس زیب تن کئے اور مارچ پاسٹ میں حصہ لیا۔ شاملین نے Banners بھی اٹھا رکھے تھے۔ سب سے نمایاں وہ Banner تھا جس میں لکھا تھا۔

Ahmadiyya is 100 years old Today

اس روز سارا شہر جماعت احمدیہ کی شان میں رطب اللسان تھا اور جماعتی خدمات کا دن بھر تذکرہ رہا۔

23 مارچ 1989ء کے حوالہ سے ایک تجویز اور خواہش میرے دل میں یہ پیدا ہوئی کہ فری ٹاؤن کے بعد روکوپر میں جماعت احمدیہ کی بنیاد پڑی اور یہ لوگ خوش نصیب ہیں کہ انہیں قبولیت کی توفیق ملی اس لئے کیا ہی اچھا ہو کہ حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کے نام پر روکوپر کی ایک گلی یا سڑک کا نام رکھ دیا جائے۔ یہ تجویز لے کر خاکسار اس وقت کے Paramount Chief کے پاس گیا اور درخواست کی کہ ہمیں ہمارے اوّلین مربی سلسلہ کے نام پر روکوپر میں ایک سڑک دے دیں۔ اس پیراماؤنٹ چیف کا سرکاری عہدہ Bai Farma Tass Bubu Angbak III

باقی صفحہ 7 پر

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم راشد بلوچ صاحب

ضلع ڈیرہ غازی خان کے بلوچ
رفقاء حضرت مسیح موعود

قسط دوم

حضرت میاں محمد صاحب

آپ کے والد صاحب کا نام محمد یوسف تھا۔ آپ ایک نیک طبع غریب النفس مگر دل کے غنی اور دینی غیرت رکھنے والے بزرگ تھے۔ حضرت مسیح موعود کے ذکر پر آپ کی آنکھیں اکثر نم ہو جایا کرتی تھیں۔ نا خواندہ ہونے کے باوجود آپ ہمیشہ پُراثر رنگ سے تعلیم یافتہ لوگوں تک پیغام حق پہنچانے میں کوشاں رہتے تھے۔ آپ حضور کی زندگی میں دو دفعہ قادیان تشریف لے گئے۔ جب آپ پہلی بار قادیان سے بیعت کر کے واپس آئے تو آپ کا بائیکاٹ کر دیا گیا، مگر اس مرد خدا نے اپنے مولائے حقیقی کا سہارا کافی جانتے ہوئے ان مخالفتوں کی ذرہ بھر پراہ نہ کی۔

پہلے آپ لوگوں کی حجامت وغیرہ کر کے گزارہ کرتے تھے مگر جب اہل علاقہ نے آپ کا بائیکاٹ کر دیا تو پھر کچھ احمدی احباب کے پاس مزدوری کرتے اور کبھی جنگلی بیر وغیرہ بیچ کر گزارہ کرتے۔ انہی ایام کا ذکر کر کے فرماتے کہ بعض رشتہ داروں نے تنگی اور تکالیف وغیرہ دیکھ کر کہا کہ اگر تم بظاہر ہم لوگوں میں ہی رہتے اور دل میں مرزا صاحب کو سچا مانتے تو تم اتنی تنگی نہ اٹھاتے۔ آپ نے جواب دیا کہ مجھے بھوکا مرنا منظور ہے لیکن مجھ سے منافقت نہیں ہو سکتی۔

تقویٰ وطہارت:

آپ احمدیت قبول کرنے سے پہلے بھی اور خصوصاً احمدیت قبول کرنے کے بعد حد درجہ کے متقی اور پرہیزگار تھے۔ کافی لمبا عرصہ روزے رکھتے۔ نہایت رقیق القلب تھے۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا۔ بستی مندرانی میں قیام جماعت سے قبل روزے کی حالت میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کوٹ قیصرانی جایا کرتے تھے جو تقریباً آٹھ کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ آپ بیعت سے قبل حقہ و نسوار وغیرہ استعمال کیا کرتے تھے مگر بیعت کے فوراً بعد یہ تمام چیزیں ترک کر دیں۔

روایت:

حضرت میاں محمد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جب میں پہلے پہل قادیان گیا تو ان دنوں مجھ پر گریہ وزاری کی حالت طاری تھی۔ ان دنوں میرے ہاں اولاد نرینہ نہیں تھی میں دل میں یہ خواہش رکھتا تھا کہ حضور سے اس بارے میں دعا کی درخواست کروں گا، لیکن انہیں دنوں میں حضور نے ایک تقریر فرمائی کہ بعض لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور بعض لوگوں کے خطوط آتے ہیں کوئی کہتا ہے ہمارے ہاں اولاد نہیں۔ ہمارے لئے دعا کریں کہ خدا ہمیں اولاد کی نعمت سے نوازے۔ کوئی مالی تنگی کا ذکر کرتا ہے۔ گو ہم سب کے لئے دعا کرتے ہیں مگر میرے آنے کی غرض یہ ہے کہ لوگ ایمان سلامت لے جائیں...... مجھے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے شرم آتی تھی سو میں خاموش رہا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس خاموشی کو نوازا اور اولاد نرینہ عطا کی جو حضرت مسیح موعود کی ہی برکت تھی۔

حضرت میاں محمد صاحب نے مورخہ 19 ستمبر 1951ء کو وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر پچھتر سال تھی۔ آپ ''لعل اصحاب'' کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

حضرت مولوی حافظ محمد خان صاحب

حضرت مولوی حافظ محمد خان صاحب حافظ قرآن اور عربی و فارسی میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ کے والد صاحب کا نام لکھی محمد خان تھا۔ آپ حافظ فتح محمد خان کی عدم موجودگی میں نماز پڑھاتے تھے اور طلبہ سے سبق وغیرہ سن کر انہیں پڑھاتے تھے۔

قبول احمدیت سے قبل آپ اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا پیشہ زمیندارہ تھا اور علاقہ میں اچھی حیثیت اور شہرت کے مالک تھے۔

بیعت:

حضرت مولوی محمد شاہ صاحب کی دعوت الی اللہ سے احمدیت قبول کی۔ اپریل 1903ء میں تحریری بیعت کی۔ مارچ 1904ء میں بستی مندرانی سے قادیان جانے والے پہلے گروپ کے ساتھ قادیان جا کر دستی بیعت سے مشرف ہوئے۔ تقریباً ایک ہفتہ قادیان میں رہے اور اس کے بعد واپس قادیان آگئے۔

آپ کی اولاد میں سے حضرت محمد عثمان صاحب بفضل اللہ تعالیٰ رفیق تھے۔ آپ کے دوسرے بیٹے کا نام اللہ بخش تھا۔

حضرت حافظ محمد خان صوم وصلوٰۃ کے پابند اور تہجد گزار تھے۔ اکثر رات کو تلاوت کرتے تھے۔ چندہ باقاعدگی سے شرح کے مطابق ادا کرتے تھے۔ احمدیہ بیت الذکر آپ کے گھر کے قریب تھی۔ آپ کی ایک نمایاں صفت مہمان نوازی تھی۔

وفات:

آپ نے 1915ء میں ستر سال کی عمر میں وفات پائی اور اپنے پیشرو ساتھیوں کی طرح ''لعل اصحاب'' کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

حضرت بخشن خان صاحب

حضرت بخشن خان ولد خان محمد خان صاحب اپنے علاقہ میں ایک اچھی حیثیت اور شہرت رکھنے والے بزرگ تھے۔ آپ بہت نڈر اور دلیر تھے۔ آپ کچھ عرصے تک نمبردار بستی مندرانی بھی رہے۔ بڑے مہمان نواز تھے۔ پانچوں وقت کی نمازیں بیت الذکر میں ادا کرتے تھے۔ احمدیت قبول کرنے سے قبل آپ کے خیالات شیعہ مذہب کی طرف مائل تھے۔ بیعت کے بعد ان پرانے ساتھیوں کی صحبت ترک کر دی اور انہیں احمدیت کی طرف بلایا کرتے رہتے تھے۔

آپ سنایا کرتے تھے جب میں تیرہ سال کا تھا تو انگریزی فوج نے پہاڑی علاقے پر قبضہ کر لیا۔ اس فوج کے افسر کا نام نکلسن تھا۔ میں بھی اس فوج میں امدادی صورت میں شامل ہوا، پہاڑی لوگ صلح پر راضی ہو گئے اور جنگ نہ ہوئی۔ اس صلح کے بعد ہم واپس آگئے۔ آپ کے والد بہت بوڑھے تھے۔ والدہ فوت ہو گئیں تھیں۔ آپ چار بھائی تھے ان کی پرورش آپ نے کی۔ آپ قرآن مجید ناظرہ پڑھے ہوئے تھے۔ علاوہ ازیں فارسی کی چند کتابیں بھی پڑھے ہوئے تھے، البتہ لکھنے کی مشق نہ تھی پڑھ خوب لیتے تھے۔ چندہ جات باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں قادیان گیا تو بٹالہ میں ایک شخص سے قادیان کا راستہ پوچھا، اس پر وہ کہنے لگا کہ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میں محمد ہوں امام حسین ہوں اس پر میں نے پوچھا کہ امام حسین کون ہیں؟ وہ کہنے لگا کہ ارے جاہل تجھے معلوم نہیں کہ امام حسین وہ ہیں جن کے لئے زمین و آسمان پیدا ہوئے میں نے کہا کہ اب وہ کہاں ہیں۔ اس نے کہا کہ امام حسین کو یزید نے کربلا میں شہید کرا دیا میں نے کہا اگر وہ فوت ہو گئے ہیں تو یہ زمین و آسمان کیوں کھڑے ہیں یہ گر کیوں نہیں جاتے اس پر وہ شخص شور مچانے لگا کہ لوگو! مرجائی جا رہے ہیں مرجائی جا رہے ہیں۔ اس کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ مولوی محمد حسین نے اس شخص کو وہاں لوگوں کو بہکانے کے لئے کھڑا کیا ہوا تھا۔

بیعت:

حضرت بخشن خان صاحب نے تحریری بیعت 1903ء میں کی اور بعد میں دستی بیعت 1905ء میں دوسرے گروپ کے ساتھ قادیان دارالامان جا کر کی۔

حضرت محمد عثمان سنایا کرتے تھے کہ قادیان پہنچنے کے بعد جب حضرت مسیح موعود تشریف لائے تو بخشن خان صاحب پرانے عقیدہ کے مطابق حضور کے قدموں میں جھکنے لگے لیکن حضور نے یہ فرما کر کہ بندوں کے آگے نہیں جھکنا چاہئے بلکہ خدا کے آگے جھکنا چاہئے۔ حضرت بخشن صاحب کو حضرت مسیح موعود نے اوپر کھڑا کیا اور حضور نے شرک سے منع فرما کر توحید کی تعلیم دی۔ قادیان پہنچنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ قادیان میں صبح کی نماز مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھائی ان کی بہت اچھی قراءت سن کر میں بے اختیار رونے لگا۔ اس سے بیشتر میرے نوجوان لڑکے اور بیوی فوت ہوئے مگر میں کبھی نہیں رویا مگر ان کی قراءت نے مجھے موم سے بھی زیادہ نرم کر دیا تھا اور میں بے اختیار رونے لگا حضرت بخشن کی کوئی اولاد نہیں تھی سب وفات پا گئے تھے۔ لیکن ان کے دو بھتیجے احمدی ہوئے اور ان کی اولاد بھی احمدیت پر قائم ہے۔

جب آپ قادیان سے واپس تشریف لائے تو آپ نے دو جلدیں ریویو آف ریلیجنز کی خریدیں اور تیسری جلد کی خریداری کی ادائیگی بھی کر دی۔ سلسلہ سے خاص انس رکھتے تھے ہر وقت حضور کی کتب کا مطالعہ کرتے رہتے تھے اور دوسروں سے سنتے رہتے تھے۔ اس طرح غیر از جماعت کو دعوت الی اللہ بھی کرتے رہتے تھے۔

حضرت بخشن صاحب نے 1914ء میں وفات پائی۔ آپ ایک سن رسیدہ بزرگ تھے۔ آپ اپنے ہم عصروں میں سب سے بڑے تھے وفات کے وقت آپ کی عمر پچاسی سال تھی آپ اپنے آبائی قبرستان ''سید طاہر شاہ بخاری'' میں دفن ہوئے یہ قبرستان منگروٹھہ غربی کے مغرب کی طرف واقع ہے۔

حضرت محمد مسعود خان صاحب

آپ کی پیدائش 1889ء کی ہے۔ تقریباً 14 یا 15 سال کی عمر میں تحریری بیعت کی اور 18 یا 20 سال کی عمر میں دسمبر 1907ء کو قادیان میں دستی بیعت کی۔ دسمبر 1907ء کے جلسہ سالانہ پر حضرت مولانا محمد شاہ صاحب کی معیت میں قادیان پہنچے۔ پہلے ہی دن زیارت اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔

حضرت محمد مسعود خان صاحب ایک بزرگ رفیق تھے۔ آپ کے والد صاحب حضرت نور محمد

خان صاحب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود کے رفیق تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ آپ کے بچپن کی عمر میں ہی فوت ہوگئی تھیں۔

حضرت محمد مسعود صاحب فرماتے تھے کہ جس وقت ان کی عمر چھ سات سال کی تھی ان کے دادا جان انہیں بہت پیار کرتے تھے۔ جب آپ کے دادا جان کی وفات ہوئی تو چند دن بعد خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے والد صاحب کے ساتھ گندم کی کٹائی کر رہے ہیں اس جگہ بیری کا ایک بہت بڑا درخت تھا۔ خواب میں دیکھا کہ اس بیری کے سائے میں آپ بیٹھے ہیں اتنے میں آپ کے دادا جان تشریف لائے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ میرے لئے کیا لائے ہیں انہوں نے جیب سے ایک چیز نکالی جس کی شکل کھجور کے نئے خوشے سے ملتی جلتی تھی۔ جب انہوں نے مغز نکال کر آپ کو دیا تو کھانے میں ایسا لطف آیا کہ آپ فرماتے تھے کہ میں نے دنیا میں کبھی ایسی لذیذ چیز کبھی نہیں کھائی۔ فرماتے تھے اس خواب کی تعبیر علم وعمل سے احمدیت حاصل کرنا ہے اور یہی میٹھا خوشہ ہے۔

حضرت محمد مسعود خان صاحب نے ابتدائی تعلیم حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب سے حاصل کی۔ قرآن مجید پڑھنے کے بعد فارسی نظم، مثنویاں، نصاب فرائض فقہ، پنج گنج نامہ، شیخ فرید الدین عطار، نام حق، پند نامہ شیخ سعدی کریما، بوستان، گلستان مثنوی مولانا روم اور دیگر اس زمانے کی مروجہ کتب پڑھیں۔ قبول احمدیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی کتب پڑھیں۔

بیعت:

حضرت محمد مسعود خان صاحب دسمبر 1907ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر مولانا حضرت محمد شاہ صاحب کی معیت میں قادیان پہنچے۔ پہلے ہی دن بیت مبارک میں حضرت اقدس مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی۔ کچھ وقت قادیان میں رہائش پذیر رہے۔ آخر مارچ 1908ء میں واپس تشریف لے آئے آپ فرماتے تھے کہ حضرت مسیح موعود ایک شفیق مگر بارعب شخصیت رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود کی تقریر کے بارے میں فرماتے کہ حضور کی تقریر بااثر اور ہر ایک کو اپنی طرف کھینچنے والی تھی۔

حضرت محمد مسعود خان صاحب قرآن مجید کی بہت تلاوت فرماتے تھے۔ آپ کو آخری دو پارے زبانی یاد تھے۔ اسی طرح سورۃ نور، یٰس، ملک، یوسف، نوح اور بہت سی سورتیں یاد تھیں۔ تمام نمازیں وقت پر ادا کرتے اور باقاعدہ تہجد بھی پڑھتے تھے۔

آپ بہت سخی اور مہمان نواز تھے۔ اگرچہ چند سال مفلسی کے بھی آئے مگر چندہ وغیرہ باقاعدہ ادا کرتے رہے۔ حلیم بردبار، مدبر اور وسعت حوصلہ کے مالک انسان تھے۔ کسی حال میں بھی شکایت نہ کرتے۔ حضرت نبی کریم ﷺ، حضرت اقدس مسیح موعود اور خلفاء سلسلہ سے والہانہ انس تھا۔ ان میں سے جب بھی کسی کا نام آتا فرط محبت سے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔

آپ نے 8دسمبر 1964ء کو صبح پونے پانچ بجے وفات پائی۔

(الفضل 14 جنوری 1965ء)

بستی رنداں وبستی سہرانی کے رفقاء کرام

اس بستی سے ایک مبارک وفد جس میں سات خوش نصیب شامل تھے، کو 1901ء میں قادیان جانے کی توفیق نصیب ہوئی۔ اس وقت گاڑی وغیرہ کا انتظام نہ تھا۔ ایک لمبی مسافت ان احباب کو طے کرنی پڑی، چلتے چلتے یہ وفد بٹالہ پہنچا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی راستہ میں بیٹھا ہوا تھا اس نے پوچھا کون ہو اور کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ڈیرہ غازی خان سے آئے ہیں اور امام مہدی کی زیارت کرنے کے لئے قادیان جا رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ مرزا غلام احمد دعوی دار امام مہدی قادیانی میرا ہم مکتب رہا ہے۔ وہ جھوٹا مکار اور ٹھگ ہے (نعوذ باللہ) آپ وہاں جا کر کیا کریں گے۔ بہتر ہے کہ آپ قادیان نہ جائیں بلکہ یہیں سے واپس ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ان سے مل کر ہی واپس جائیں گے۔ قادیان دارالامان میں پہنچے۔ ایک سکھ سے پوچھا کہ مرزا صاحب کہاں ہیں؟ ہم نے ان سے ملنا ہے۔ اس سکھ نے سمجھا کہ یہ دیہاتی لوگ ہیں، مرزا امام الدین وغیرہ کا پوچھ رہے ہیں، لہٰذا اس نے مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین کا ڈیرہ ان کو بتا دیا۔ چونکہ یہ بہت سادہ اور دیہاتی آدمی تھے اس سکھ نے یہ سمجھ کر کہ یہ لوگ ان کے مزارع ہیں وہاں لے گیا۔ یہ احباب ڈیرہ پر پہنچے تو دیکھا کہ مرزا امام دین کے نوکر چاکر وہاں بیٹھے بھنگ کا گھوٹا لگا رہیں اور انتہائی بری مجلس لگی ہوئی ہے۔ یہ احباب بہت پریشان ہوئے کہ ہم نے یونہی اتنی مسافت طے کی، اس پر سکھ نے کہا کہ بھئی ایک اور مرزا صاحب بھی ہیں آؤ میں تم کو ان سے ملاتا ہوں۔ پھر اس نے بیت مبارک کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ وہاں جائیں۔ وہ مرزا صاحب بیت الذکر کے کسی حصہ میں آپ کو ملیں گے۔ یہ دوست اسی وقت سیڑھیاں چڑھ کر بیت الذکر میں تشریف لے گئے۔ یہ نماز مغرب کا وقت تھا۔ وہاں بیت الذکر میں دیکھا کہ ایک نہایت ہی نیک و نرالا انسان سجدہ میں پڑا ہوا ہے۔ حضور کے دائیں بائیں کھڑے ہوگئے۔ انتہائی بے قرار تھے کہ حضور سجدہ سے سر اٹھائیں تا کہ ہم ان کا دیدار کریں اور ہمیں ان کی زیارت نصیب ہو۔ حضور نماز سے فارغ ہوئے آپ کے چہرے سے معصومیت ٹپک رہی تھی۔ سب نے السلام علیکم عرض کی۔ حضرت مولوی محمد عیسیٰ صاحب نے امیر وفد کی حیثیت سے عرض کیا کہ حضور ہم آپ کی تحریری بیعت کر چکے ہیں۔ اور اب دستی بیعت کرنے کے لئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہیں۔ حضور نے انتہائی پر شوکت الفاظ میں وعلیکم السلام فرمایا۔ پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ عرض کیا کہ ڈیرہ غازی خان سے آئے ہیں۔ حضور بہت خوش ہوئے کہ اتنے دور افتادہ مقام پر بھی ہمارا پیغام پہنچ چکا ہے۔

اس خوش قسمت وفد نے حضور اقدس کے ہاتھ پر بیعت کی اور ایک ہفتہ تک قادیان دارالامان میں مقیم رہے اور خدمت دین کے جذبہ سے سرشار ہو کر وطن واپس لوٹے۔ اس گروپ میں شامل سات خوش نصیبوں کے اسماء درج ذیل ہیں:

1۔ حضرت مولوی محمد عیسیٰ صاحب رند
2۔ حضرت اللہ بخش صاحب رند
3۔ حضرت حاجی جندوڈا صاحب
4۔ حضرت محمد عظیم صاحب سہرانی
5۔ حضرت اللہ دتا صاحب سہرانی
6۔ حضرت حاجی فتح محمد صاحب
7۔ حضرت مہر خان صاحب رند

حضرت مولوی محمد عیسیٰ صاحب رند

آپ بستی رنداں کے وہ مبارک وجود ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود کا پیغام سنتے ہی آمنا و صدقنا کا نعرہ بلند کیا اور قبول احمدیت سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک اپنے مشام جاں کو احمدیت کے نور سے معطر رکھا۔ آپ کو رند قوم میں ایک نمایاں مقام حاصل تھا۔ رزق حلال اور صدق مقال آپ کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ آپ خلافت احمدیہ کے پروانے اور شیدائی تھے۔ اپنی وفات سے قبل اپنی اولاد کو خلافت سے آخر دم تک وابستہ رہنے کی تلقین کی۔

آپ بستی رنداں میں امام الصلوۃ تھے۔ تقویٰ وطہارت، عشق رسول ﷺ اور عشق قرآن کی نعمت سے مالا مال تھے۔ آپ قبول احمدیت سے قبل اکثر یہ دعا کرتے تھے کہ اے خدا ہمیں حضرت امام مہدی کی زیارت سے سرفراز فرما۔ آپ کی یہ پُرسوز دعا خدا تعالیٰ نے سن لی اور آپ کو امام مہدی کی زیارت نصیب ہوئی۔

آپ 1916ء میں فوت ہوئے۔ فجر کی نماز ادا کرتے ہوئے عین سجدہ کی حالت میں اس دنیائے دوں سے عالم بالا کو چل بسے۔ آپ نے اپنی اولاد میں پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑیں۔

(تاریخ احمدیت ضلع ڈیرہ غازی خان ص9 تا 11 مقالہ غیر مطبوعہ)

حضرت مولوی جندوڈا صاحب

حضرت مولوی جان محمد صاحب المعروف جندوڈا صاحب بزرگ اور صاحب کشف ورؤیا تھے۔ مولوی صاحب کے والدین بچپن میں ہی فوت ہوگئے تھے۔ ان کی زندگی میں ہی قرآن مجید میاں حسن صاحب سے پڑھا۔ آپ کی عمر بارہ چودہ سال کی ہوگی کہ گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اس زمانہ میں موضع نانک پور جو کہ ضلع مظفر گڑھ میں ہے وہاں ایک پیر رہا کرتے تھے، آپ پھرتے پھراتے وہاں پہنچ گئے وہاں بھی ایک مولوی صاحب سے کچھ پڑھتے رہے اور درس وتدریس بھی جاری رکھا بچوں کو قرآن مجید پڑھایا کرتے تھے۔

شادی:

حضرت مولوی صاحب مرحوم آزاد خیال آدمی تھے جب وہاں دل نہ لگا وطن کی طرف مراجعت فرمائی۔ اس وقت آپ کی عمر پچیس تیس سال کی ہوگی۔ یہاں آ کر ایک بیوہ سے شادی کر لی اور پچیس برس تک اس کے ساتھ عمر بسر کی مگر اولاد نہ ہوئی۔ چونکہ آپ عالم آدمی تھے اس لیے مقامی لوگوں نے اصرار کیا کہ آپ بستی بزدار میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کریں۔ چنانچہ بستی کے تمام لڑکے لڑکیاں آپ سے مستفید ہونے لگے۔ آپ بستی بزدار میں ایک ممتاز مقام رکھتے تھے۔ آپ اولاد کے لئے دعاؤں میں لگے ہوئے تھے بہت سے بزرگوں سے کشفی حالت میں ملاقات ہوئی اور انہوں نے بتایا کہ آپ کی اولاد نہ ہوگی۔ بالآخر ایک دفعہ ارادہ کیا کہ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پر جا کر دعا کروں شاید کامیابی حاصل ہو۔ آخر ایک رات تیاری کی کہ صبح روانہ ہوں گے، رات کو رؤیا میں سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ملے اور فرمایا کہ میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں اس بیوی سے اولاد نہ ہوگی۔ اس کے بعد آپ نے نکاح ثانی کے لیے دعائیں شروع کیں کچھ عرصہ بعد چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنھم کو خواب میں دیکھا ان کی طرف سے ایک چھوٹا سا دوپٹہ جو بہت خوبصورت تھا آپ کو عطا ہوا۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ اسی رؤیا کی بناء پر آپ نے کوشش کی اور اپنے ایک پرانے دوست کو کہا۔ ان کی چھوٹی سی لڑکی تھی، اس نے کہا کہ آپ کی عمر زیادہ ہے، میری عمر کے برابر ہے اور لڑکی چھوٹی ہے دوسرے یہ کہ میرے پاس اس لڑکی کے سوا کوئی اولاد نہیں اس لیے میں اس لڑکی کو اتنی مسافت پر نہیں دے سکتا۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ کی اولاد ہو جائے تو پھر بھی مجھے لڑکی نہ دو گے؟ اس نے اس شرط پر لڑکی دینے پر آمادگی ظاہر کی۔ خدا کی شان کچھ عرصہ کے بعد

اس آدمی کے ہاں دو بچے اور پیدا ہوگئے ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ پھر آپ اس آدمی کے پاس گئے اور آپ کا نکاح اس نے اپنی لڑکی سے کیا جس سے مولوی صاحب کے ہاں اولاد ہوئی۔

بیت کی تعمیر:

نکاح ثانی کے بعد آپ نے مستقل رہائش بستی بزدار میں اختیار کی اور ایک بیت الذکر اپنی ذاتی زمین پر بنوائی جہاں درس وتدریس ہوا کرتا تھا یہ بیت الذکر اب مرورزمانہ کے باعث ٹوٹ پھوٹ گئی ہے اور بستی کے تمام احمدی احباب یہاں سے ہجرت کرکے تونسہ آ گئے ہیں۔

قبول احمدیت:

حضرت مولوی جندوڈا صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہم نانک پور میں تھے تو ایک دن باتوں باتوں میں امام مہدی کا ذکر آیا۔ آپ کے استاد نے فرمایا کہ عین ممکن ہے کہ آپ میں سے کوئی امام مہدی کو دیکھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خداوندکریم کے فضل سے امام مہدی کو دیکھا ہے۔

جس وقت بیت الذکر تیار ہوگئی تو لوگ حضرت مولوی جندوڈا صاحب کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے۔ آپ نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ ایک اونچے مکان پر ایک شخص جو نہایت خوبصورت اور وجیہ ہے ٹہل رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ایک شخص پہلے آیا اور اب میں آیا ہوں اور فرمایا کہ اس بات کا اعلان کردو۔ حضرت مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اونچے مکان پر اعلان کرنے والے حضرت مسیح موعود تھے۔ اسی دوران آپ نے حضرت مولوی ابوالحسن صاحب سے مل کر تحریری بیعت کی۔ حضرت مولوی ابوالحسن صاحب اور حضرت مولوی جندوڈا صاحب کسی زمانے میں ہم درس تھے۔ اس کے بعد حضرت مولوی جندوڈا صاحب اور حضرت اللہ دتہ صاحب جنہوں نے ان کے ساتھ ہی بیعت کا خط تحریر کیا مل کر بستی مندرانی حضرت شاہ محمد صاحب سے ملنے گئے جو قادیان سے وقتاً فوقتاً یہاں تشریف لاتے رہتے تھے۔ ان سے تمام حالات سن کر اپنے دل کو حبیب کی باتوں سے بھرلیا۔

حضرت مولوی جندوڈا صاحب اور حضرت اللہ بخش صاحب دونوں مل کر قادیان گئے کچھ سفر پیدل کیا اور کچھ سواری پر کیونکہ ان دنوں غربت کا دور تھا آخر جب آپ حضرت مسیح موعود کی غلامی میں آ گئے تو آپ کی بہت زیادہ مخالفت ہوئی۔ بعض لوگوں نے کہا چونکہ یہ کافر ہوگیا ہے اس لیے ہم اس کی بنائی ہوئی بیت الذکر کو گرادیں گے۔

اسی طرح جو لوگ آپ کی مالی امداد کرتے تھے انہوں نے بھی امداد بند کردی آپ محنت مزدوری کرکے گزارہ کرتے۔ دوسری بیوی سے آپ کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

عادات وعبادات:

حضرت مولوی صاحب مجذوبانہ زندگی بسر کرتے تھے اکثر زمین پر سوتے۔ رات کا آخری حصہ اکثر خدا تعالیٰ کی یاد میں گزارتے تھے بیت الذکر جو گھر سے ملحق تھی اکثر اسی بیت الذکر میں ہی سوتے۔

ابتداء سے ہی آپ اول وقت نماز کے عادی تھے۔ (نداء) دے دیتے تھے کہ کوئی آ جاتا تو باجماعت نماز پڑھتے وگرنہ اکیلے پڑھ لیا کرتے تھے۔ ہر نماز کے وقت یہی حال تھا کہ اول وقت میں (نداء) دے دیتے صبح کی (نداء) بہت سویرے دیتے تھے اسی طرح مغرب کی (نداء) دیتے۔ غرضیکہ آپ نے تقویٰ سے عمر بسر کی۔

(الحکم 7 نومبر 1934 صفحہ 11.12)

حضرت میاں اللہ بخش صاحب بزدار

حضرت میاں اللہ بخش صاحب بزدار نے ابتداء میں ہی حضرت مولوی ابوالحسن صاحب بزدار کے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی۔ آپ کی پیدائش 1290ھ میں ہوئی۔ آپ قوم بلوچ بزدار کے تھے، بستی بزدار میں اکثر احباب بلوچ بزدار ہی ہیں۔

آپ کی پیدائش ایک زمیندار خاندان میں ہوئی اس لئے اکثر عمر اسی کام میں گزاری۔ مگر آپ کو کبھی اس کام نے ذکر الٰہی سے نہیں روکا۔ آپ ہمیشہ ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ آپ آرام وآسائش پر ذکر الٰہی کو ہمیشہ فوقیت دیتے تھے۔ آپ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے، آپ کے علاوہ آپ کے والدین کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اس کے بعد آپ نے شادی کی آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور ایک لڑکی ہے اور سب صاحب اولاد ہوئے۔ آپ کا پانچواں بیٹا مولوی عبداللہ خان بلوچ مولوی فاضل ہوکر 1936 میں فوت ہوئے جو نہایت نیک لائق اور نرم طبیعت کے مالک تھے۔

حضرت میاں اللہ بخش صاحب بزدار کے والد ابھی زندہ تھے آپ نے حضرت مسیح موعود کا ذکر سنا اور اس کا ذکر آپ نے اپنے والد سے کردیا تو آپ کے والد صاحب نے فرمایا کہ اگر مہدی پیدا ہوگیا ہے تو میں ان پر ایمان لے آیا ہوں، اس وقت آپ کو بیعت وغیرہ کرنے کا علم نہ تھا۔ اس دوران آپ کے والد ماجد کی وفات ہوگئی، بعدازاں آپ کی حضرت مولوی ابوالحسن صاحب بزدار سے ملاقات ہوئی اور پھر آپ حضرت مولوی جندوڈا صاحب کی بیت الذکر بھی جایا کرتے تھے اور غیر احمدیوں کی دوسری بیوت الذکر میں بھی، اس دوران آپ کی ایک پیر جن کو آپ شروع سے مانتے چلے آرہے تھے وہ آ گئے اور حضرت مولوی ابوالحسن صاحب بھی بستی بزدار تشریف لائے تھے۔ دونوں کی آپس میں بات چیت ہوئی مگر پیر نہ مانا۔ پیر صاحب کے پاس سے اٹھتے ہی تحریری بیعت کی اور پھر چھ ماہ یا زیادہ سے زیادہ ایک سال میں ہی قادیان دارالامان پہنچ گئے۔ اس دوران آپ کو تین چار سو میل پیدل سفر کرنا پڑا۔ آپ سنیچر کے روز دارالامان پہنچے۔ اگلے دن صبح کی نماز کے وقت حضرت مسیح موعود کا دیدار نصیب ہوا۔ اگلے جمعہ کے روز بیعت کرکے واپس روانہ ہوئے۔ واپسی پر حضرت اقدس مسیح موعود اور حضرت حکیم نورالدین صاحب نے آپ کے لیے دعا کی، نہایت ہی شفقت سے حضرت مولوی نورالدین صاحب نے حالات دریافت کئے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب بھی انہی دنوں وہیں پر قیام پذیر تھے۔

جب آپ واپس بستی بزدار تشریف لائے تو آپ کی بہت مخالفت ہوئی۔ آپ کے رشتہ دار، ہمدرد، عزیز واقارب نے آپ کو ہنسی اور استہزاء کا نشانہ بنایا اور کہتے تھے کہ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آپ اپنے بیٹوں کی شادیاں کہاں کریں گے۔ مگر آپ فرماتے تھے کہ ہم روز بروز خدا تعالیٰ کی محبت میں ترقی کرتے جارہے تھے، ہمارے دل میں سکون تھا اور کسی کی جدائی کا غم نہ تھا۔ اس کے بعد حضرت اللہ بخش صاحب کی بیوی اور آپ کی سوتیلی والدہ نے بھی تحریری بیعت لکھوادی، آپ نہایت غریب پرور تھے۔ اپنے کپڑے غرباء کو دے دیتے تھے۔ آپ کی والدہ پوچھتیں تو کہتے اس کو بہت ضرورت تھی۔ آپ کو حدیث قرآن اور حضرت مسیح موعود کی کتب کا بہت زیادہ شوق تھا۔ کتب پڑھتے اور روتے تھے، تمام نمازیں اور تہجد خشوع وخضوع سے ادا کرتے تھے۔ آپ حضرت مسیح موعود کا کلام بہت رغبت سے پڑھتے تھے۔

کئی دفعہ نماز تہجد سے فارغ ہوکر حضرت مسیح موعود کا منظوم کلام پڑھتے تھے اور آنکھیں نم ہو جاتی تھیں۔

جس کو تیری دھن لگی آخر وہ تجھ کو جا ملا
جس کو بے چینی ہے یہ وہ پاگیا آخر قرار

اور یہ نظم بہت سوز سے پڑھتے تھے۔

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

ایک واقعہ ہے جو یہاں درج کرنا ضروری ہے۔ دریائے سندھ کے کنارے آپ کی اراضی تھی۔ آپ کبھی کبھی وہاں جایا کرتے تھے۔ وہاں ایک کنواں تھا جس پر کچھ لکڑیاں پڑی رہتی تھیں۔ لوگ کہتے تھے یہاں بھوت ہیں کوئی نہ جاوے۔ مگر آپ نے سب لکڑیاں اٹھا کر بطور ایندھن استعمال کرلیں اور ان کے وہم کو دور کردیا۔

آپ کی وفات 7 ستمبر 1940ء بمطابق 4 رجب 1359ھ بروز سنیچر ہوئی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 70 سال کے قریب تھی۔ وفات سے قبل آپ نے ظہر عصر کی نمازیں ادا کیں۔ بیماری بڑھ گئی تھی، سورۃ یٰسین کا ورد کیا گیا۔ آپ اپنا ہاتھ ریش مبارک کی طرف لے گئے اس حالت میں آپ کی وفات ہوگئی اور ہاتھ وہیں ریش مبارک پر رہ گیا۔ آپ کی قبر بستی بزدار کے پرانے قبرستان میں ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 9 صفحہ 190 تا 192)

(الحکم 28 مئی 1942)

حضرت پھل خان صاحب

حضرت مولوی پھل خان صاحب بستی بزدار کے ابتدائی بیعت کرنے والے تھے۔ آپ ناخواندہ تھے اور جراحی کا کام کرتے تھے۔ کبھی کبھی کوٹ قیصرانی جایا کرتے تھے اور احمدیت کا پیغام پہنچایا کرتے تھے۔ کوٹ قیصرانی کے ابتدائی احمدی حضرت سردار امام بخش صاحب احمدیت کے بارے میں تحقیق کررہے تھے۔ آپ نے ہی ان کی تسلی کروائی اور سلسلہ کا لٹریچر ان کو دیا۔ حضرت پھل خان صاحب نہایت مخلص احمدی اور پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ آپ کی وفات 1915ء میں ہوئی۔

(الحکم 14 ستمبر، 7 نومبر 1934ء)

حضرت میاں اللہ دتہ صاحب

حضرت میاں اللہ دتہ صاحب سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کے شیدائی تھے۔ حضور کا ذکر خیر کرکے روح کو گرما دیتے تھے۔ آپ بار بار قادیان تشریف لے جاتے تھے۔ فرماتے تھے سیدنا حضرت اقدس کے معصوم چہرے کو دیکھنے کے لئے بے قرار رہتا ہوں۔

آپ نے بہت لمبی عمر پائی۔ خلافت ثانیہ کے دور میں آپ کی وفات ہوئی۔

آپ اپنے قبول احمدیت کا واقعہ کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ:

''مجھ کو مولوی محمد ابوالحسن صاحب سکنہ بستی بزدار نے دعوت الی اللہ کی کہ حضرت مسیح موعود ظاہر ہوگئے ہیں ان کی اس بات کو سن کر میں نے یہ خیال کیا کہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ عیسیٰ تو آسمان پر ہیں یہ کیوں کر ہوسکتا ہے کہ یہ زمین سے پیدا ہوکر سچا ہوجائے۔ پھر چند روز کے لئے میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور حقیقت حال کے انکشاف کے لئے دعائیں کیں تب موسم بہار ماہ چیت 1901ء میں جمعرات کی رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص آواز دے رہا ہے کہ ''اے میاں شخص مہدی آون والا ایہواے جیہڑا آ چکا'' یہ آواز تین دفعہ دہرائی گئی اس کے بعد صبح کو جمعہ کی نماز پڑھنے کے وقت میں نے بیعت کا خط تحریر کردیا اور پھر مئی 1901ء میں خود حاضر ہوکر بیعت حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر کی جس وقت میں قادیان گیا

میرے ساتھ محمد عظیم خاں واللہ بخش خاں رند بھی تھے ہم نے وہاں ایک رات بعد از نماز عشاء دیکھا کہ آسمان میں یک دم روشنی پیدا ہوگئی یہ روشنی حضرت مسیح موعود کے مکان پر چھا رہی تھی صبح کی نماز کے وقت جب ہم نماز پڑھنے گئے تو معلوم ہوا کہ اسی رات حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا کہ نصر من اللہ .... جس وقت قادیان سے واپس آنے لگے تو حضرت اقدس سے اجازت طلب کی اور ساتھ ہی ہم نے ذکر کیا کہ لوگ اب ہم کو بہت تنگ کریں گے اور ہماری مخالفت کریں گے حضور ہمارے لئے دعا کریں تب حضور نے فرمایا کہ جو شخص تمہارے ساتھ بدگوئی کرے گا اس کا گلا بند ہو جائے گا پھر جب ہم مظفر گڑھ کے ضلع میں بمقام خان گڑھ آئے تو راستہ میں ایک عورت ملی اس کو ہم نے مسیح موعود کی خبر سنائی تو اس نے کہا کہ میں نے رات کو خواب میں دو شخص تمہاری شکلوں میں دیکھے تھے جو سبز پوشاک پہنے ہوئے تھے یہ مجھے پکڑ کر رسول کریم ﷺ کے دروازے پر لے گئے۔تم کو دیکھ کر مجھ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تم ہی ہو کیونکہ تمہاری شکل ان دونوں سے ملتی ہے۔اور کہا میری بیعت کے لئے لکھ دو اور اگر تم نے نہ لکھا تو تم گواہ رہو کہ قیامت کے دن میں تمہاری دامن گیر ہوں گی۔"

(ریویو آف ریلیجنز جنوری 1943ء)

مکرم نذیر احمد سانول صاحب

مکن تکیہ بر عمرِ ناپائیدار

اللہ جل شانہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

بہت بابرکت والا ہے وہ (خدا) جس کے قبضہ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر ایک ارادہ کے پورا کرنے پر قادر ہے۔اس نے موت اور زندگی کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے کون زیادہ اچھا عمل کرنے والا ہے اور وہ غالب (اور) بہت بخشنے والا ہے۔

(سورۃ الملک آیات 2 تا 3)

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی وفات سے قریباً ایک مہینہ قبل فرمایا کہ اس وقت جو بھی زندہ ہے اس پر ایک سو سال بھی نہیں گزرے گا کہ وہ فنا ہو جائے گا یعنی زندہ نہیں رہے گا۔ (مسلم کتاب فضائل الصحابہ)

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

عمر کے بارے ہر آدمی حریص ہے اپنی عمر کی بقا کے لئے بڑے جتن کرتا ہے۔بادشاہ سے گدا تک اس کا متوالا ہے۔ بچے سے بوڑھے تک اس کا رسیا ہے کوئی بشر اپنی عمر کو کم کرنے کے لئے تیار نہیں۔انسان اپنی عمر کو بڑھانے کے لئے کئی جتن کرتا ہے مگر یہ عمر ہے کہ ایک مقام پر رکنے کو آتی ہی نہیں۔ اگر ایک فرد 80 سال عمر لے کر آیا ہے تو پیدائش کے پہلے دن ہی ایک قیمتی دن کم ہو جاتا ہے۔پھر آئندہ آنے والا مہینہ اور گزرنے والا سال عمر کو 80 کی بجائے 79 سال کر دیتا ہے۔اس فانی عمر سے ایک سال تو یقینی کم ہو چکا ہوتا ہے۔لیکن ہم اپنے دوست احباب کو بتاتے پھولے نہیں سماتے کہ ہمارے گھر میں جنم لینے والا نومولود اب ایک سال کی عمر کا ہوگیا ہے۔ یقیناً ہم الٹی گنتی گنتے رہتے ہیں۔اگر ہمیں علم ہوتا کہ ہماری عمر کتنی اور کتنے سال ہے؟ تو ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی عمر بتانے والے کو ہر سال کی پہلی تاریخ کو ایک سال کم بتاتے۔

بعض غیر از جماعت خاندانوں میں (برتھ ڈے) یوم پیدائش منانے کا بڑا اہتمام ہوتا ہے خرچ اخراجات کئے جاتے ہیں، چراغاں ہوتا ہے۔دوست احباب اور عزیز مدعو کئے جاتے ہیں، کیک کاٹے جاتے ہیں، مٹھائیاں تقسیم ہوتی ہیں، ڈھول ڈھمکا ہوتا ہے سکھیاں گانے گاتی ہیں، لڑکے ناچتے کودتے اور تھرکتے ہیں، بچہ اور والدین کو مبارکبادیاں سلامیاں اور تحفے تحائف پیش کئے جاتے ہیں، اور خوش ہوتے ہیں کہ بچہ ایک سال سے دو سال کا ہوگیا ہے لیکن ادھر کسی کا خیال بھی نہیں جاتا کہ اب زندگی سے دو سال اڑ گئے اور عمر میں کمی ہوگئی۔

مگر خدا والے عمر کو ایک تحفہ خداوندی یقین کرتے ہیں اور اسے عارضی اور بے بقاء ہی خیال کرتے ہیں اور عمر کے حریص نہیں ہوتے۔ بلکہ دوسروں کی بھی عمر کے بارے محبت سرد کر دیتے ہیں اور عمر کو رضائے باری تعالیٰ کے ماتحت کر دیتے ہیں بلکہ یہ اعلان کرتے ہیں۔

اپنی اس عمر کو ایک نعمت عظمٰی سمجھو
بعد میں تاکہ تمہیں شکوہ ایام نہ ہو

بچپن کی عمر بہشت ہوتی ہے

بچپن کی عمر خوبصورت اور بہترین ہوتی ہے۔ کسی قسم کا فکر دامنگیر نہیں ہوتا یہ بادشاہانہ عمر ہوتی ہے۔خواہش کی حصول کے لئے صرف اشارہ چلتا ہے اور مقصد پورا ہوا جاتا ہے۔باتیں، ادائیں، شرارتیں، شوخیاں سب کو بھاتی ہیں۔ جوانی اور بڑھاپے میں یہ نخرے کوئی برداشت نہیں کرتا بچپن کی عمر ہر فکر سے آزاد ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

جس قدر ارادے آپ نے اپنی عمر میں کئے ہیں۔اُن میں سے بعض پورے ہوئے ہوں گے مگر اب سوچ کر دیکھو کہ وہ ایک بُلبُلہ کی طرح تھے جو فوراً معدوم ہو جاتے ہیں۔اور ہاتھ پلے کچھ نہیں پڑتا۔گزشتہ آرام سے کوئی فائدہ نہیں۔ اس کے تصور سے دُکھ بڑھتا ہے۔اس سے عقلمند کے لئے یہ بات نکلتی ہے کہ انسان ابن الوقت ہو۔رہی زندگی انسان کی جو اس کے پاس موجود ہے جو گزر گیا وہ وقت مر گیا۔ اس کے تصورات بے فائدہ ہیں۔ دیکھو جب ماں کی گود میں ہوتا ہے۔ اس وقت کیا خوش ہوتا ہے سب اٹھائے ہوئے پھرتے ہیں۔وہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا بہشت ہے۔اور اب یاد کر کے دیکھو کہ وہ زمانہ کہاں؟

......یہ زمانے پھر کہاں مل سکتے ہیں۔لکھا ہے کہ ایک بادشاہ چلا جاتا تھا چند چھوٹے لڑکوں کو دیکھ کر رو پڑا۔کہ جب سے اس صحبت کو چھوڑا۔دکھ پایا ہے۔

(ملفوظات جلد 3، ص 424)

جوانی کی عمر بہترین ہوتی ہے

جوانی، دیوانی اور مستانی ہوتی ہے طاقت وقوت اور امنگوں کی روانی کا زمانہ ہوتا ہے۔اس عمر میں ہر کام آسانی سے انجام دیا جا سکتا ہے، سخت محنت مشقت برداشت کر سکتا ہے، کمانے اور جمع کرنے کا موقع ہوتا ہے۔ بندہ سمجھتا ہے کہ یہ جوانی کی جولانیاں یہ بانکپن یہ پھرتیلا جسم یہ مضبوط قویٰ سدا ساتھ رہیں گے۔اس بہار پر خزاں کا آنا ناممکن ہے لیکن یہ ہوا کا مختصر سا ٹھنڈا میٹھا پرفریب جھونکا ہوتا ہے جو انتظار کئے بغیر گزر جاتا ہے۔

یہی زمانہ مستقبل اور آخرت سنوارنے کا ہوتا ہے۔وہ نوجوان خوش نصیب ہیں جو اپنی جوانی سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔اس درمیانی عمر کے بارے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

یہ زندگی تو بہر حال ختم ہو جائے گی کیونکہ یہ برف کے ٹکڑہ کی طرح ہے خواہ اس کو کیسی ہی صندوقوں اور کپڑوں میں لپیٹ کر رکھو لیکن وہ پگھلتی ہی جاتی ہے۔اسی طرح پر خواہ زندگی کے قائم رکھنے کی کچھ بھی تدبیریں کی جاویں۔لیکن یہ سچی بات ہے کہ وہ ختم ہوتی جاتی ہیں۔اور روز بروز کچھ نہ کچھ فرق آتا ہی جاتا ہے۔دنیا میں ڈاکٹر بھی ہیں۔طبیب بھی ہیں۔مگر کسی نے عمر کا نسخہ نہیں لکھا۔ جب لوگ بڈھے ہو جاتے ہیں۔پھر اُن کو خوش کرنے کو بعض لوگ آ جاتے ہیں۔اور کہہ دیتے ہیں کہ ابھی تمہاری عمر کیا ہے؟ ساٹھ برس کی بھی کوئی عمر ہوتی ہے۔اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ رحمت علی ایک مذکوری تھا۔اس کا بیٹا فقیر علی منصف ہوگیا تھا اور لوگ اس وجہ سے اس کی عزت بھی کیا کرتے تھے۔ڈپٹی قائم علی نے ایک دفعہ اسے پوچھا کہ تمہاری کیا عمر ہے؟ اس نے کہا کہ 55 سال کی ہوگی حالانکہ وہ 65 سال کا تھا۔قائم علی نے اس کو کہا کہ کیا ہوا۔ابھی تو بچے ہو۔خود بھی وہ یہی عمر بتایا کرتا تھا۔میں نے کہا کہ 55 کا سال بڑا مشکل ہے۔ یہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔غرض انسان عمر کا خواہشمند ہو کر نفس کے دھوکوں میں پھنسا رہتا ہے......

......اصل بات یہ ہے کہ در جوانی کار دو جہانی کن اور مشکل یہ ہے کہ انسان جوانی میں مست رہتا ہے اور مرنا یاد نہیں رہتا۔ بُرے بُرے کام اختیار کرتا ہے۔اور آخر میں جب سمجھتا ہے تو پھر کچھ کر ہی نہیں سکتا۔غرض اس جوانی کی عمر کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔

(ملفوظات جلد 3، ص 423-422)

پیرانہ سالی کا زمانہ

زندگی میں انسان پر کئی مراحل گزرتے ہیں۔ایک حالت میں نہیں رہتا۔کبھی بچپن، کبھی لڑکپن، کبھی جوانی، ادھیڑ عمر پھر بڑھاپا و پیرانہ سالی۔ اس عمر میں انسان دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ قویٰ جواب دے جاتے ہیں عملاً آدمی بے کار ہو جاتا ہے۔اس عارضی عمر پر بھروسہ کرنا نادانی ہے۔ وہ لوگ بڑی قسمت والے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پیرانہ سالی میں بھی اعلیٰ مضبوط جسم اور صحت جیسی نعمت سے نوازا اور حواس قائم رہے اور پھر اپنی عمر کو رضائے باری تعالیٰ اور اطاعت محمد رسول اللہ ﷺ کے مطابق گزار لیا۔

پیرانہ سالی کے بارے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

انحطاط عمر کا 40 سال سے شروع ہو جاتا ہے۔30 یا 35 برس تک جس قدر قد ہونا ہوتا ہے۔وہ پورا ہو جاتا ہے اور بعد اس کے بڈھے ہو کر پھولنا شروع ہو جاتا ہے۔اور پھولنے کا نتیجہ فالج ہو جاتا ہے۔

دنیا میں عمریں دیکھتے ہیں کہ 60 کے بعد تو قویٰ بالکل گداز ہونے لگتے ہیں۔ بڑا ہی خوش قسمت ہوتا ہے جو 80 یا 82 تک عمر پائے اور قویٰ بھی کسی حد تک اچھے رہیں ورنہ اکثر نیم سودائی سے ہو جاتے ہیں۔ اسے نہ تو پھر مشورہ میں داخل کرتے ہیں اور نہ اس میں عقل اور دماغ کی کچھ روشنی باقی رہتی ہے۔بعض وقت ایسی عمر کے بڈھوں پر عورتیں بھی ظلم کرتی ہیں کہ کبھی کبھی روٹی دینی بھی بھول جاتے ہیں......

......پیرانہ سالی کا زمانہ بُرا ہے۔اس وقت عزیز بھی چاہتے ہیں کہ مر جاوے اور مرنے سے پہلے قویٰ مر جاتے ہیں۔ دانت گر جاتے ہیں۔آنکھیں جاتی رہتی ہیں۔اور خواہ کچھ ہی ہو۔آخر پتھر کا پتلا ہو جاتا ہے۔شکل تک بگڑ جاتی ہے۔اور بعض ایسی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کہ آخر خودکشی کر لیتے ہیں۔بعض اوقات جن دکھوں سے بھاگنا چاہتا ہے۔ یکدفعہ ان میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اگر اولاد ٹھیک نہ ہو تو اور بھی دکھ اٹھاتا ہے۔اس وقت سمجھتا ہے کہ غلطی کی اور عمر یونہی گزر گئی۔

(ملفوظات جلد 3، صفحات 424)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بہترین فعال اور دین ہدیٰ کے مطابق عمریں گزرانے کی توفیق عطا فرمائے

آمین

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم مبارک احمد طاہر صاحب تحریر کرتے ہیں۔

عزیزم سمیر احمد طاہر ابن محترم ڈاکٹر عبدالحنان طاہر صاحب واقف ڈاکٹر سابق میڈیکل آفیسر احمدیہ ہسپتال فری ٹاؤن سیرالیون نے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ساڑھے سات سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کرلیا ہے۔ مؤرخہ 11-اگست 2013ء کو عزیزم کی تقریب آمین اسلام آباد میں منعقد کی گئی۔ اس موقع پر سمیر احمد کے نانا محترم عبدالمنان فیاض صاحب اسلام آباد نے قرآن کریم سنا اور دعا کروائی۔ عزیز کو قرآن کرم پڑھانے کی سعادت اس کی والدہ محترمہ عتیقہ بشریٰ صاحبہ کے حصہ میں آئی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سارے گھرانہ کو قرآن کریم کے نور سے بھردے اور عالم باعمل بنائے۔ آمین

تقریب آمین

مکرم احمد رضا صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور تحریر کرتے ہیں۔

میری پیاری بیٹی عزیزہ نادیہ احمد واقفہ نو نے بعمر ساڑھے چھ سال قرآن مجید ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ مورخہ 7/اگست 2013ء کو خاکسار کے گھر میں تقریب آمین منعقد کی گئی جس میں نگران لجنہ اماء اللہ قیادت مغلپورہ مکرمہ زاہدہ سعید صاحبہ نے بچی سے قرآن مجید کا کچھ حصہ سنا اور دعا کروائی۔ بچی کو قرآن مجید پڑھانے کی سعادت اس کی والدہ محترمہ سعدیہ مبشرہ احمد صاحبہ کو نصیب ہوئی ۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو قرآن مجید سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم محمد حسین مختار صاحب اورنگی ٹاؤن کراچی تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار ایک لمبے عرصہ سے گھٹنوں کے درد میں مبتلا ہے۔ علاج جاری ہے۔ لیکن دن بدن بیماری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ تین سال سے معذوری کی حالت میں چارپائی پر ہوں یا ویل چیئر استعمال کرتا ہوں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے اور شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

کامیابی

مکرم محمود احمد ظفر صاحب سیٹلائٹ ٹاؤن جھنگ صدر تحریر کرتے ہیں۔

میری بیٹی سندس محمود نے میٹرک کے امتحان میں 1050 میں سے 994 نمبر لے کر امام غزالی ہائیر سیکنڈری سکول جھنگ میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے۔ موصوفہ مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب ولد مکرم میاں پیر بخش صاحب ماموں کانجن ضلع فیصل آباد کی پوتی اور مکرم انوار احمد صاحب کینیڈا کی نواسی ہے۔ احباب سے مستقبل میں اعلیٰ کامیابیوں کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

مکرم نعیم احمد بٹ صاحب سیکرٹری مال ضلع سیالکوٹ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کے بعد مورخہ 13 ستمبر 2013ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت حزیم احمد بٹ عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم رفیق احمد بٹ صاحب سیکرٹری وقف نو ضلع سیالکوٹ کا پوتا، مکرم نسیم احمد بٹ صاحب مربی سلسلہ نائیجیریا کا بھتیجا، مکرم ناصر محمود بٹ صاحب مربی سلسلہ کینیڈا کا بھانجا اور مکرم منیر احمد بٹ صاحب کا نواسا ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو دین کا خادم، نافع الناس، والدین کیلئے قرۃ العین اور خلافت کا وفادار بنائے۔ آمین

ولادت

مکرم رشید احمد ضیاء صاحب اکاؤنٹنٹ دفتر صدر عمومی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے بیٹے مکرم عبدالقدوس رشید صاحب اور بہو مکرمہ عطیۃ الہادی صاحبہ مقیم جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے شادی کے تیرہ سال بعد بیٹے سے نوازا ہے۔ جو وقف نو کی تحریک میں شامل ہے اس کا نام رامش رشید تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری عبدالحق صاحب کا نواسہ اور مکرم چوہدری محمد حسین صاحب مرحوم دکاندار گولبازار ربوہ کی نسل سے ہے۔ احباب جماعت سے نومولود کے نیک، صالح، خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

ولادت

مکرم رفیع احمد خان رند صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 25/اگست 2013ء کو چوتھے بیٹے سے نوازا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حزقیل احمد نام عطا فرمایا ہے۔ جو مکرم مبشر احمد رند صاحب معلم انسپکٹر تربیت وقف جدید اور مکرم مبارک احمد خان رند صاحب کارکن دفتر خزانہ کا بھتیجا ہے۔ تمام احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو نیک، خادم دین اور جماعت احمدیہ کا نیک وجود بنائے۔ آمین

ولادت

مکرم محمد حسین مختار صاحب اورنگی ٹاؤن کراچی تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے چھوٹے بیٹے مکرم رضی الدین احمد صاحب اور مکرمہ نصرت جبین صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 11 جولائی 2013ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عطیۃ النور عطا فرماتے ہوئے تحریک وقف نو میں شامل فرمایا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک اور خادمہ دین اور ہم سب کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم طارق عزیز صاحب دارالعلوم جنوبی بشیر ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے دادا مکرم چوہدری سردار محمد رانجھا صاحب کرمپورہ واربرٹن ضلع ننکانہ صاحب مورخہ 7/اگست 2013ء کو بقضائے الٰہی حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے۔ مورخہ 11/اگست کو بعد نماز ظہر بیت المبارک میں نماز جنازہ پڑھائی گئی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ مرحوم بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ جماعت کے ساتھ خلوص اور ایثار کا تعلق تھا۔ خلیفہ وقت کی طرف سے جو بھی تحریکات ہوتیں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ کرمپورہ جماعت کے صدر رہے اور بفضل اللہ تعالیٰ موصی تھے۔ مرحوم نے لواحقین میں دو بیٹے مکرم ناصر احمد صاحب جرمنی، مکرم مبشر احمد منصور صاحب امریکہ، دو بیٹیاں مکرمہ فرحت فرید ملک صاحبہ جرمنی اور مکرمہ مسرت جہاں صاحبہ لندن چھوڑی ہیں۔ احباب سے مرحوم کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے بچوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ از صفحہ 2 دورہ سیرالیون حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

P.C. ہے۔ بڑے پرہیزگار، نیک اور نمازی چیف ہیں۔ انہوں نے میری تجویز پر عمل کرنے کی حامی بھر لی اور وعدہ کیا کہ وہ روکوپر آکر یہاں کی Tribal Authority کو اس مقصد کے لئے کوئی سڑک دیئے جانے کی تحریک کریں گے۔ چنانچہ چند دنوں بعد وہ روکوپر تشریف لائے۔ Tribal Authority کا اجلاس بلایا اور ان سے ایک سڑک مانگ لی۔ خدا کا شکر کہ سب نے بخوشی اس تجویز سے اتفاق کیا اور ایک سڑک ہمیں مل گئی جس کا نام Alhaj Nazir Ali Street رکھا گیا۔ اس کے لئے ایک تقریب بھی منعقد کی گئی۔ پیراماؤنٹ چیف نے خود تشریف لاکر Ribbon کاٹا اور اعلان کیا کہ آج سے اس سڑک کا نام جماعت احمدیہ سیرالیون کے سب سے پہلے مربی سلسلہ کے نام پر Alhaj Nazir Ahmad Ali Street ہے۔

روکوپر شہر کی Main Road سے یہ سڑک احمدیہ بیت الذکر کی طرف جاتی ہے اور حضرت مولانا صاحب کا نام اس خطۂ زمین پر ہمیشہ کے لئے انمٹ ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ سیرالیون میں خدمات بجا لانے والے تمام سابقہ اور موجودہ واقفین کی خدمات قبول فرمائے اور اس کے شیریں ثمرات عطاء کرتا رہے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم محمد اسحٰق مجوکہ صاحب دارالفتوح غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم عمران قادر مجوکہ صاحب آف حویلی مجوکہ ضلع سرگودھا سیکیورٹی گارڈ دفتر تحریک جدید ربوہ مورخہ 8 ستمبر 2013ء کو اپنے گاؤں حویلی مجوکہ جاتے ہوئے جھنگ روڈ پر موٹر سائیکل حادثے میں شدید ہوئے اور موقع پر ہی وفات پا گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے بڑے بھائی بھی جو کہ شدید زخمی ہوئے۔ مکرم عمران قادر مجوکہ صاحب اپنی فیملی میں اکیلے احمدی تھے۔ آپ نے 2009ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ آپ کی شادی ایک سال قبل ہی ہوئی تھی۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے والدین اور بیوہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

گمشدہ پرس

مکرم لقمان احمد صاحب مکان نمبر 124 نصیر آباد رحمٰن ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ 15 ستمبر 2013ء کو شام تقریباً 7 بجے نصیر آباد سے ریلوے روڈ جاتے ہوئے میری اہلیہ کا پرس کہیں گر گیا ہے۔ جن صاحب کو ملے ان نمبرز پر اطلاع دیں۔

0332-7055025,0476215949

مکرم زکریا ورک صاحب کینیڈا

اٹلی میں عورتوں پر مظالم کی داستان

اخبار الفضل میں روزنامہ ایکسپریس سے منقول مضمون خواتین پر مظالم کی دلدوز داستان 2 ستمبر 2013ء نظر سے گزرا۔ مضمون میں سیرالیون، نیپال، پاپوانیوگنی، بھارت اور نائیجیریا میں عورتوں پر ہونے والے مظالم اور ان کی کسمپرسی کا ذکر کیا گیا ہے۔ 8 ستمبر 2013ء کے نیویارک ٹائمز انٹرنیشنل ویکلی میں صفحہ 4 پر اٹلی میں عورتوں پر ہونے والے مظالم کا ذکر کیا گیا ہے۔ قارئین الفضل کی خدمت میں اس مضمون کا خلاصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

مضمون نگار Elisabetta Provoledo نے لکھا ہے کہ اٹلی میں اس سال 80 عورتوں کو موت کی گھاٹ اتارا جا چکا ہے۔ موت سے قبل متعدد عورتوں نے پولیس کو فون کر کے stalking & harassment کی شکایت درج کرائی تھی۔ بارہ سال کے عرصہ یعنی 2000-2012ء میں 2,200 عورتوں کو موت کی نیند سلا دیا گیا جن میں سے 75 فی صد سے زیادہ کی موت ان کے پارٹنر، یا سابقہ خاوند کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ گویا اوسط ہر دو دن میں ایک عورت کو قتل کیا گیا تھا۔ اگست 2013ء میں شمالی اٹلی میں ایک خاوند نے سابقہ بیوی کو چاقو مار مار کر گھائل کر دیا اور لاش کار میں چھپا دی۔ سسلی میں اس کے بچے کے سامنے سابقہ خاوند نے عورت کو قتل کر کے خودکشی کر لی۔ جیناوًا Genoa شہر میں ایک شخص نے عورت کے چہرہ پر تیزاب پھینک دیا تھا۔

عورتوں کے خلاف تشدد کی وجوہات میں کلچرل فیکٹرز شامل تھے۔ جیسے وہ عورتیں جنہوں نے خاندان کا نام رسوا کر دیا تھا ان کو عزت بچانے کی خاطر (honour killing) قتل کر دیا گیا۔ یاد رہے کہ 1981ء تک اٹلی میں آنر کلنگ قانونی تھی۔ میلان سے شائع ہونے والے اخبار Corriere della sera میں عورتوں کے متعلق بلاگ لکھنے والے Luisa Pronzato کا کہنا ہے کہ خاندان میں مرد کی فوقیت Paternalism ہمارے کلچر کا حصہ ہے۔ حال ہی میں ایک واقعہ یہ ہوا کہ مرد نے اپنی بیوی کو چھری سے مارنے کی دھمکی دی، اس نے پولیس کو فون کیا تو پولیس والوں نے جواب دیا بی بی کیوں نہیں تم اپنے شوہر کیلئے پاستا کی پلیٹ تیار کر کے صلح کر لیتی۔

روم شہر میں مظلوم عورتوں کیلئے بوسیدہ تین کمروں والا شیلٹر ہے جس میں ایک وقت پر تین عورتیں ایک ہفتہ تک قیام کر سکتی ہیں۔ جن عورتوں کو گھریلو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے اٹلی میں بہت کم ایسی جگہیں ہیں جہاں وہ مدد کیلئے جا سکتی ہیں۔ کونسل آف یورپ نے تاکید کی ہے کہ ہر ملک میں دس ہزار افراد کیلئے ہر جگہ عورتوں اور ان کے بچوں کیلئے شیلٹر ہونا چاہئے۔ عورتوں کی اس صورت میں مدد کرنیوالوں اور کونسلرز کا کہنا ہے کہ ملک کے اندر ایسے نیٹ ورک کی ضرورت ہے جہاں عورتوں کو نفسیاتی، قانونی اور مالی مدد دی جا سکے۔

عورتوں کے شیلٹر SOS H24 میں کام کرنیوالے ایک ورکر ایمانوئیل ڈوناٹو کا کہنا ہے کہ عورتوں کیلئے یہ پیغام ہے کہ اپنے گھروں میں رہو اور تشدد کا نشانہ بنتی رہو۔ کیونکہ اگر گھر چھوڑو گی تو تمہاری مدد کیلئے کوئی نہیں آئیگا۔ ملک کی اقتصادی صورت حال کے پیش نظر بہت سارے شیلٹرز بند ہو رہے ہیں۔

پچھلے مہینہ اٹلی کے وزیر اعظم Enrico Letta نے بارہ نکات پر مشتمل عورتوں کی حفاظت کیلئے قانون جاری کیا جس میں سخت سزائیں شامل ہیں اور ان عورتوں کو بھی شامل کیا گیا ہے جو امیگرنٹ ہیں۔

Sunday, Sep 8, 2013, page 4
The New York Times
International Weekly,

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092476212515
15 London Rd, Morden Sm4 5Ht
00442036094712

FRS RABWAH
اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
فیوچر ریس سکول ربوہ
- یورپین طرز تعلیم، کوئی ہوم ورک نہیں۔
- بی ایس سی اور ماسٹرز ٹیچرز کی ضرورت ہے
- نرسری تا پنجم داخلے جاری ہیں۔
نیو کیمپس کا آغاز دارالصدر شمالی
گرلز کیلئے ششم، ہفتم کے داخلے جاری ہیں
دارالصدر شرقی عقب فضل عمر ہسپتال ربوہ
فون: 047-6213194 موبائل 0332-7057097

مرسلہ: ڈاکٹر نسیم اللہ خان صاحب

بچپن کے خواب عملی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ چھوٹے بچے نیند پوری ہونے سے قبل ہی جاگ جاتے ہیں اور پھر ان کے رونے کا طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ماؤں کی اکثریت اس کیفیت کو ڈراؤنے خواب کا نتیجہ قرار دیتی ہیں۔ جس کی وجہ سے بچہ سوتے میں ڈر کے جاگ جاتا ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ بچوں میں خوف کی یہ کیفیت عارضی نوعیت کی ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کے دماغ میں یادداشتوں کو محفوظ کرنے کا حصہ اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ خوابوں کو محفوظ کر سکیں۔ یونیورسٹی آف میساچیوٹ میں کی جانے والی ایک تحقیق میں ماہرین نے ان مفروضوں اور اندازوں کی تردید کی ہے۔ ماہرین نے اپنے تحقیقی نتائج سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ بچے کی پیدائش سے قبل اور اس کے بعد دیکھے جانے والے تمام تر خواب اس کے لاشعور میں محفوظ رہتے ہیں۔ ان خوابوں میں معمولی نوعیت کے خواب زندگی پر کسی قسم کے اثرات مرتب نہیں کرتے۔ تاہم ڈراؤنے خواب آئندہ زندگی میں کسی نہ کسی طور پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر بچہ اگر بچپن میں دیکھے گئے کسی خواب میں کسی جانور سے ڈرتا ہے تو عین ممکن ہے کہ بڑے ہونے کے بعد بھی وہ اس جانور کے قریب جانے میں ہچکچاہٹ محسوس کرے۔ ماہرین کے مطابق کیونکہ یہ خواب بچے کے لاشعور میں محفوظ ہوتے ہیں۔ ایسے میں بڑے ہو کر بھی بچے کا ردعمل لاشعوری نوعیت کا ہوتا ہے۔ بعض افراد گہری رنگت کے کپڑوں کو زیب تن کرتے ہوئے گھبراہٹ محسوس کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس کی وجہ مذکورہ رنگ کا غیر معمولی حد تک نمایاں ہونا ہوتا ہے۔

ماہرین کی رائے میں بچوں کی شخصیت میں کسی قسم کی کجی سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی پیدائش سے لے کر تین سال تک کی عمر میں ان پر خصوصی توجہ دی جائے۔ اس دوران کوشش کریں کہ بچہ کارٹ کی بجائے ہمیشہ ماں باپ یا کسی اور شفیق رشتے کے ہمراہ ہی سوئے۔ بچوں کی نرسری سیٹ کرنے کے خواہاں والدین کو چاہئے کہ اس میں شوخ رنگت کے حامل کارٹون کریکٹرز پر مبنی پوسٹرز یا سوفٹ ٹوائز نہ ہوں۔ کوشش کریں کہ چھوٹے بچے ٹی وی کے سامنے کم سے کم وقت گزاریں۔ اس کے بجائے انہیں کھلی فضا میں وقت گزارنے کا موقع دیں۔ بچوں کے لئے کھلونوں کے انتخاب میں بھی شوخ رنگوں کی بجائے آنکھوں کے لئے باعث آسودگی بننے والے رنگ استعمال کرنے چاہئیں۔

ربوہ میں طلوع وغروب 18 ستمبر

طلوع فجر	4:31
طلوع آفتاب	5:51
زوال آفتاب	12:03
غروب آفتاب	6:14

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

18 ستمبر 2013ء

4:00 am	سوال وجواب
6:15 am	خطاب حضور انور برموقع جلسہ سالانہ یوکے
9:55 am	لقاء مع العرب
11:40 am	خطاب حضور انور برموقع جلسہ سالانہ یوکے 26 جولائی 2008ء
12:45 pm	سوال وجواب
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 7 دسمبر 2007ء
7:00 pm	دینی وفقہی مسائل
11:00 pm	خطاب حضور انور جلسہ سالانہ یوکے

نعمانی سیرپ
تیزابیت۔ خرابی ہاضمہ اور معدہ کی جلن کیلئے اکسیر ہے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
PH:047-6212434

DEUTSCHE SPRACH SCHULE
INSTITUTE OF GERMAN LANGUAGE
جرمن زبان سیکھئے
22 ستمبر سے نئی کلاس کا آغاز۔ داخلہ جاری ہے
GOETHE کا کورس اور ٹیسٹ کی مکمل تیاری کروائی جاتی ہے۔ رابطہ: عمران احمد ناصر
مکان نمبر 51/17 دارالرحمت وسطی ربوہ 0334-6361138

FR-10